آج

119

2022

ترتیب

اجمل کمال

ریاض شاہد

راجکمار کیسوانی

گووِند بھاٹے

CITY PRESS

ترجمے:

گوری پٹوردھن

اجمل کمال

119

ترتیب: اجمل کمال

Aaj-119

Editor: Ajmal Kamal

A

CITY PRESS BANGALORE

publication

in collaboration with

Aaj ki Kitabain, Karachi

Publisher

Gouri Patwardhan

citypressbangalore@gmail.com

© Gouri Patwardhan, Ajmal Kamal 2021

All rights reserved. No part of this book may be reproduced or transmitted in any form or by any means whatsoever without express written permission from the publisher.

All views/opinions/perspectives expressed in the published text represent those of the respective author(s) and do not necessarily reflect the publishers' policy.

First City Press Bangalore edition: 2021

قاضی عابد

(1967 - 2022)

کی یاد میں

ترتیب

ریاض شاہد 5

ہزار داستان

(ناول)

راجکمار کیسوانی 509

باجے والی گلی

(ادھورا ناول)

ہندی سے ترجمہ

گووِند بھاٹے 646

سندھ صوبے کے سفر کا احوال

(سفرنامہ)

ریاض شاہد

ہزار داستان

(ناول)

ریاض شاہد (1930-1972) کی عام شہرت ایک کامیاب فلم ڈائرکٹر اور فلمی مصنّف کی ہے لیکن اپنے ذریعۂ اظہار کے لیے فلم کا شعبہ منتخب کرنے سے پہلے، 1955 میں (یعنی منٹو کی وفات کے سال) وہ یہ ناول ہزار داستان لکھ کر چھپوا چکے تھے۔ یہ دیکھ کر تھوڑا سا تعجب ہوتا ہے کہ اس عمدہ ناول کو لاہور کے کسی معروف ادبی اشاعتی ادارے نے نہیں بلکہ ''مکتبۂ چٹان'' نے شائع کیا جو شورش کاشمیری کی ادارت میں لاہور ہی سے نکلنے والے ایک سیاسی ہفتہ وار رسالے چٹان کا اشاعتی شعبہ تھا اور جو ادبی کتابوں کی اشاعت کے لیے قطعی نہیں جانا جاتا۔ اس سے حمید شیخ کا ناول گینڈا پہلوان یاد آتا ہے جو لاہور ہی کے ایک اَور صحافتی ادارے ''پاکستان ٹائمز پریس'' نے 1961 میں شائع کیا تھا، اور جو آج کے شمارہ 77 (2013) میں دوبارہ شائع ہونے تک بڑی حد تک گمنام رہا۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ حمید شیخ کے ناول کا تعارف ان کے پاکستان ٹائمز کے ہمکار فیض احمد فیض نے لکھا تھا جبکہ ہزار داستان کا دیباچہ احمد ندیم قاسمی کا تحریر کردہ ہے اور یہ دونوں اُس زمانے کی بااثر ادبی ہستیوں میں شامل تھے۔ اس کے باوجود، یہ دونوں ناول 1947 کے بعد پاکستان میں لکھے جانے والے ان اردو ناولوں میں سے ہیں جن کو اردو کے ''شاہکار'' یا ''عظیم'' ناولوں کی فہرست میں کبھی جگہ نہیں ملی اور نہ کبھی شاملِ فہرست

ناولوں سے ان کا موازنہ کر کے فہرست سازی کے معیار پر کسی طرح کی نظرثانی کی ضرورت محسوس کی گئی۔ ایسے ناولوں میں محمد خالد اختر کے بیس سو گیارہ، سید شبیر حسین کے جھوک سیال، اور خالد طور کے کانی نکاح کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔

کچھ غور کرنے پر ان ناولوں کی ایک مشترکہ خصوصیت (یا خامی) کا اندازہ ہوتا ہے کہ بد قسمتی سے یہ سب ہجرت کے متبرک مابعدالطبیعیاتی تجربے، ہند اسلامی تہذیب کے تحفظ کی لگن، اور امتِ مرحوم کے احیا کے شغف سے خالی ہیں، اور ان عظیم موضوعات کو چھیڑے بغیر مذکورہ فہرست میں داخلے کا شرف حاصل ہونا غالباً ممکن نہیں تھا۔ دوسری خصوصیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان ناولوں کا تانا بانا کسی مخصوص انسانی سماج میں رہنے والے کرداروں کی زندگیوں کے اتار چڑھاؤ کے مشاہدے سے بُنا گیا ہے، جبکہ اردو کے آسمانی نقادوں نے رفتہ رفتہ سماج اور عام انسانوں کی زندگی کے تجربوں کے ذکر کو ''حوالہ جاتی عنصر''، اور کسی زمینی صورتحال کا قریبی مشاہدہ کرنے کے رجحان کو ''مقصدیت'' قرار دے کر فکشن نگاری کے لافانی فن کے لیے مہلک ٹھہرادیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان آسمانی ہدایات پر عمل کرتے ہوے آج کل جو ناول لکھے جاتے ہیں ان کے سرنامے کے طور پر مصنف اس قسم کا حلف نامہ داخل کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ حاشاوکلّا اس نے سماج یا اس کے مسائل کو ناول نگاری کے مقدس عمل میں دخل اندازی کی ہرگز

اجازت نہیں دی اور واللہ باللہ اپنی توجہ پوری طرح ہیئتی تجربے پر مرکوز رکھی ہے کہ مرجعِ تقلید نقادوں کی نظر میں یہی عمل ناول کو لافانی بناتا ہے۔

ریاض شاہد نے اس کے بالکل الٹ کام کیا۔ ہزار داستان کا شرمندگی سے خالی انتساب یہ ہے: ''ہر اُس شخص کے نام جس کی تعلیم مفلسی کی وجہ سے ادھوری رہ جائے''۔ اپنے تحریر کردہ تعارف میں بھی مصنف نے پڑھنے والے کو بوجھوں مارنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ بھارت اور پاکستان کے مسلم سماج کو پچھلی ایک صدی کے دوران اس سے زیادہ سنگین کوئی مسئلہ درپیش نہیں رہا ہے (اور نہ اب تک ہے) کہ اس کے نوّے فیصد سے زیادہ افراد کو بامعنی تعلیم سے دانستہ دور رکھا گیا ہے۔ اس انتساب کے باوجود ریاض شاہد نے اس مسئلے پر کوئی جذباتی مضمون یا علمی مقالہ تحریر نہیں کیا بلکہ، جیسا کہ ایک ناول نگار سے توقع کی جانی چاہیے، ایک ایسے فرد کے اپنے اردگرد کے لوگوں اور جگہوں سے بدلتے ہوئے تعلق کی کہانی بیان کی ہے۔ اس ناول کی انفرادیت یہ ہے کہ مرکزی کردار کی وجودی کیفیت کو اس کے شہر، لاہور، کے مقامات کے ساتھ گزرے ہوئے وقت کے ذریعے سے دکھایا گیا ہے۔ ان مقامات کا انتخاب نہایت حسّاس اور معنی خیز ہے، اور اس انتخاب میں ایک ہوشیار کہانی کار کے ہنر کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔